یہاں سے آپ نے دیکھ لیا کہ حافظ ابنِ حجر کے نزدیک اس مسئلہ میں (کہ عورت سے دُبر میں جماع جائز ہے یا نہیں) اختلاف ہے۔ بعض اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ بعض اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اب علامہ عینی کی مزید تصریح ملاحظہ فرمائیے۔ وہ لکھتے ہیں:

امام مالکؒ کا مسلک

ابن العربی نے اپنی کتاب احکام القرآن میں لکھا ہے کہ اس کو بہت بڑی جماعت نے کہا ہے۔ ان سب اقوال کو ابنِ شعبان نے اپنی کتاب "جماع النسواں" میں جمع کر دیا ہے اور اس کے جواز کو صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت کی طرف منسوب کیا ہے اور بہت سی روایتوں سے امام مالک کی طرف بھی نسبت کی ہے۔ اور ابو بکر الجصاص نے اپنی کتاب احکام القرآن میں کہا ہے کہ امام مالکؒ سے اس کی اباحت مشہور ہے اور امام مالکؒ کے اصحاب اس کا انکار محض اس کی شناعت اور قبح کی وجہ سے کر دیتے ہیں۔ مگر امام مالکؒ کی یہ بات اس قدر مشہور ہے کہ ان لوگوں کے انکار سے اس کی نفی نہیں ہو سکتی۔

محمد بن سعد نے ابو سلیمان جوزجانی سے نقل کیا ہے کہ میں امام مالکؒ بن انس کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان سے مجامعت فی الدُبر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا اور فرمایا کہ ابھی ابھی تو میں اس سے غسل کر کے آ رہا ہوں۔ ایسے ہی ابن القاسم نے ان سے نقل کیا ہے کہ امام مالکؒ فرماتے تھے میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں پایا جس کی میں دین کے بارے میں پیروی اور اقتدار کر سکوں اور وہ اس کے حلال ہونے میں شک کرتا ہو۔ یعنی عورت سے اس کے دُبر میں جماع کرنے کے بارے میں۔ اس کے بعد امام مالکؒ نے یہ آیت پڑھی۔ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّٰی شئتم۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر اور کون سی چیز واضح ہوگی اور میں اس میں ذرا بھی شک نہیں کرتا۔ رہا امام شافعیؒ کا مذہب، اس بارے میں تو امام طحاویؒ نے فرمایا ہے کہ ہم سے محمد بن الحکم نے بیان کیا کہ انہوں نے امام شافعیؒ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اور قیاس یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری العلامۃ العینی، حدیث نمبر ۴۱۳۴، باب نمبر ۶۰۱)

(۵) سورۂ بقرہ میں ہے کہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (۲/۲۲۳)

تمہاری بیویاں کھیتی ہیں

"تمہاری بیویاں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں۔ تم جب چاہو اپنی کھیتی میں آؤ"۔ بات صاف ہے کہ بیویوں کے پاس جانے کا مقصد تخم ریزی ہے تاکہ اس سے افزائشِ نسل ہو۔ اس کے لئے جس طرح کسان مناسب موقعوں پر کشتکاری کرتا ہے تم بھی موزوں موقعہ پر تخم کاری کرو۔ اس کی تفسیر میں (بخاری کتاب التفسیر میں) حسبِ ذیل روایت آئی ہے:۔

اس کی تفسیر

نافع مولیٰ ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ ابنِ عمر قرآن پڑھتے میں کسی سے کلام نہیں کرتے تھے۔ ایک روز قرآن پڑھنے میں میں ان کے پاس چلا گیا۔ جب وہ سورۂ بقرہ پڑھتے ہوئے اس آیت (نساءُکم) پر پہنچے تو مجھ سے کہا کہ تجھے معلوم ہے یہ آیت کب نازل ہوئی۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے اس کا شانِ نزول بیان کیا اور پھر آگے پڑھنے لگے۔ عبدالصمد کہتے ہیں ابنِ عمر سے یہ بھی روایت پہنچی ہے کہ بعض آدمی عورتوں سے اغلام کرتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی عورت سے اُلٹا لٹا کر جماع کرے اس کی اولاد بھینگی ہوگی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ قول غلط ہے۔ عورتوں سے جس ہیئت سے چاہو جماع کرو۔ (صحیح بخاری، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، جلد دوم صفحہ ۹۷، باب نمبر ۱۰۶، حدیث نمبر ۱۶۴۲)

یہ ہے بخاری کی حدیث۔ علامہ بدر الدین عینی اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے بخاری کی شرح میں لکھی ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ لکھا ہے آپ اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔

اس حدیث کی تشریح

علامہ عینی نے پہلے بخاری کی حدیث یوں نقل فرمائی ہے:۔

باب قوله تعالیٰ نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم انّىٰ شئتم وقدموا لانفسكم۔ الآیۃ۔ حدثنا

۱؎ اس آیت کا ترجمہ عام طور پر یہ کیا جاتا ہے کہ "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ"۔ لیکن اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جب چاہو آؤ"۔

اسحٰق قال اخبرنا النضر بن شميل قال اخبرنا ابن عون عن نافع قال كان ابن عمر اذا قرء القرآن لم يتكلم حتى يفرغ منه فاخذت عليه يومًا فقرء سورة البقرة حتى انتهى الى مكان قال اتدرى فيما انزلت قلت لا قال نزلت فى كذا ثم مضٰى و عن عبد الصمد قال حدثنى ابى قال حدثنى ايوب عن نافع عن ابن عمر فأتوا حرثكم انى شئتم قال يأتيها فى .... رواه محمد بن يحيٰى ابن سعيد عن ابيه عن عبيد الله عن نافع ابن عمر

حق تعالٰے کے اس قول کا باب کہ نساءُکم حرث لكم فاتو حرثكم انى شئتم و قدموا لانفسكم. الآیہ۔

ہم سے اسحٰق نے بیان کیا کہ ہمیں نضر بن شمیل نے خبر دی کہ ہمیں ابنِ عون نے نافع سے خبر دی کہ ابنِ عمرؓ جب قرآن پڑھا کرتے تھے فارغ ہونے تک نہیں بولتے تھے۔ میں ایک روز قرآنِ کریم لے کر ان کے پاس بیٹھا اور انہوں نے سورہ بقرہ پڑھی۔ حتیٰ کہ کسی مقام تک پہنچے اور پوچھنے لگے۔ جانتے بھی ہو کس بارے میں نازل ہوئی تھی؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں تو ابن عمرؓ نے فرمایا: فلاں فلاں بارہ میں نازل ہوئی تھی۔ پھر آگے چل دیئے اور عبدالصمد سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ مجھ سے ایوب (سختیانی) نے بیان کیا نافع سے۔ انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ فأتوا حرثكم انى شئتم کی تفسیر ابن عمرؓ نے بیان کی کہ اپنی بیوی سے .... میں جماع کرے۔ اس کو محمد بن یحیٰی ابنِ سعید نے بھی بیان کیا ہے اپنے باپ سے انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے۔ (صحیح بخاری مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، جلد دوم، صفحہ ۷۹، حدیث نمبر ۱۶۳۴، باب نمبر ۱۰۱)

اس کے بعد علامہ عینی لکھتے ہیں۔

یہاں اصل کتاب (بخاری) میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ یعنی لفظ فی کے بعد۔ حمیدی نے

الجمع بین الصحیحین میں کہا ہے فی قبلھا۔ یعنی اپنی بیوی کی شرمگاہ میں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ اس روایت کو ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں ابو قلابۃ الرقاشی سے انہوں نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور وہاں انہوں نے یاتیھا فی الدبر (اپنی بیوی سے دُبر میں جماع کرے) لفظ سے بیان کیا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری للعلامۃ العینی مطبوعہ قاہرہ، حدیث نمبر ۱۶۲۴، باب نمبر ۶۰۱)

یہ رہی علامہ عینی کی شرح۔ اب حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی شرح ملاحظہ کیجئے، وہ لکھتے ہیں:

دُبر میں جماع

ابن العربی نے سراج المرید میں نقل کیا ہے کہ بخاری نے اس حدیث کو تفسیر میں نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے — یاتیھا فی......... اور خالی جگہ چھوڑی ہے۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔ اس موضوع پر محمد بن شعبان نے ایک پوری کتاب تصنیف کی ہے اور محمد بن سحنون نے ایک جزو لکھا ہے اور ثابت کیا ہے ابنِ عمرؓ کی حدیث عورت سے دُبر میں مجامعت کرنے ہی کے بارے میں ہے۔ مازری نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کے اندر اختلاف ہے جو لوگ اس کے حلال ہونے کے قائل ہیں، انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ اور جو لوگ اس کے حرام ہونے کے قائل ہیں وہ یہ کہہ کر اس سے الگ ہو گئے ہیں کہ یہ آیت اس سبب کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو جابرؓ کی حدیث میں آرہا ہے۔ یعنی یہودیوں پر ردّ کرنے کے لئے جیسا کہ دوسری حدیث میں آرہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ عموم جب کسی خاص سبب پر وارد ہوتا ہے تو بعض اصولیوں کے نزدیک وہ اسی پر محصور رہتا ہے اگرچہ اکثر اصولیوں کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔ یہ اصول اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ آیت جواز میں حجت ہو۔ لیکن بہت سی حدیثیں اس کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ لہٰذا وہ حدیثیں آیت کے عموم کے لئے مختص ہو جائیں گی۔ اگرچہ عموم آیت کی کسی خبر واحد سے تخصیص کرنے کے بارے میں بھی علماء کے اندر اختلاف ہے اور ائمہ حدیث میں سے ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے۔ جیسے امام بخاری، الذہلی، بزار، نسائی اور ابو علی نیشاپوری وغیرہ کی اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوتی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، مصنف حافظ ابنِ حجر عسقلانی، حدیث نمبر ۱۶۲۴، باب نمبر ۶۰۱)

الجمع بین الصحیحین میں کہا ہے فی قبلها۔ یعنی اپنی بیوی کی شرمگاہ میں
میں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ اس روایت کو ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں ابو قلابۃ الرقاشی سے
انہوں نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور
وہاں انہوں نے یاتیها فی الدبر (اپنی بیوی سے دُبر میں جماع کرے) لفظ سے
بیان کیا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری للعلامۃ العینی مطبوعہ قاہرہ، حدیث نمبر ۱۶۳۴، باب نمبر ۶۰۱)

یہ رہی علامہ عینی کی شرح۔ اب حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی شرح ملاحظہ کیجئے، وہ لکھتے ہیں:

دُبر میں جماع

ابن العربی نے سراج المرید میں نقل کیا ہے کہ بخاری نے اس حدیث کو تفسیر میں نقل کیا ہے ۔ اور کہا ہے ۔ یاتیها فی......... اور خالی جگہ چھوڑی ہے۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔ اس موضوع پر محمد بن شعبان نے ایک پوری کتاب تصنیف کی ہے اور محمد بن سحنون نے ایک جزو لکھا ہے اور ثابت کیا ہے ابنِ عمرؓ کی حدیث عورت سے دُبر میں مجامعت کرنے ہی کے بارے میں ہے۔ مازری نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کے اندر اختلاف ہے جو لوگ اس کے حلال ہونے کے قائل ہیں، انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ اور جو لوگ اس کے حرام ہونے کے قائل ہیں وہ یہ کہہ کر اس سے الگ ہو گئے ہیں کہ یہ آیت اس سبب کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو جابرؓ کی حدیث میں آرہا ہے۔ یعنی یہودیوں پر ردّ کرنے کے لئے جیسا کہ دوسری حدیث میں آرہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ عموم جب کسی خاص سبب پر وارد ہوتا ہے تو بعض اصولیوں کے نزدیک وہ اسی پر محصور رہتا ہے اگرچہ اکثر اصولیوں کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔ یہ اصول اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ آیت جواز میں حجت ہو۔ لیکن بہت سی حدیثیں اس کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ لہٰذا وہ حدیثیں آیت کے عموم کے لئے مختص ہو جائیں گی۔ اگرچہ عموم آیت کی کسی خبرِ واحد سے تخصیص کرنے کے بارے میں بھی علماء کے اندر اختلاف ہے اور ائمہ حدیث میں سے ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے۔ جیسے امام بخاری، الذہلی، بزار، نسائی اور ابو علی نیشاپوری وغیرہ کی اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوتی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، مصنف حافظ ابنِ حجر عسقلانی، حدیث نمبر ۱۶۳۴، باب نمبر ۶۰۱)

یہاں سے آپ نے دیکھ لیا کہ حافظ ابنِ حجر کے نزدیک اس مسئلہ میں (کہ عورت سے دُبر میں جماع جائز ہے یا نہیں) اختلاف ہے۔ بعض اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ بعض اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اب علّامہ عینی کی مزید تصریح ملاحظہ فرمائیے۔ وہ لکھتے ہیں:

امام مالکؒ کا مسلک

ابن العربی نے اپنی کتاب احکام القرآن میں لکھا ہے کہ اس کو بہت بڑی جماعت نے کہا ہے۔ ان سب اقوال کو ابنِ شعبان نے اپنی کتاب "جماع النسواں" میں جمع کر دیا ہے اور اس کے جواز کو صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت کی طرف منسوب کیا ہے اور بہت سی روایتوں سے امام مالک کی طرف بھی نسبت کی ہے۔ اور ابو بکر الجصاص نے اپنی کتاب احکام القرآن میں کہا ہے کہ امام مالکؒ سے اس کی اباحت مشہور ہے اور امام مالکؒ کے اصحاب اس کا انکار محض اس کی شناعت اور قبح کی وجہ سے کر دیتے ہیں۔ مگر امام مالکؒ کی یہ بات اس قدر مشہور ہے کہ ان لوگوں کے انکار سے اس کی نفی نہیں ہو سکتی۔

محمد بن سعد نے ابو سلیمان جوزجانی سے نقل کیا ہے کہ میں امام مالکؒ بن انس کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان سے مجامعت فی الدُّبر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا اور فرمایا کہ ابھی ابھی تو میں اس سے غسل کر کے آرہا ہوں۔ ایسے ہی ابن القاسم نے ان سے نقل کیا ہے کہ امام مالکؒ فرماتے تھے میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں پایا جس کی میں دین کے بارے میں پیروی اور اقتدار کر سکوں اور وہ اس کے حلال ہونے میں شک کرتا ہو۔ یعنی عورت سے اس کے دُبر میں جماع کرنے کے بارے میں۔ اس کے بعد امام مالکؒ نے یہ آیت پڑھی۔ نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انّٰی شئتم۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر اور کون سی چیز واضح ہوگی اور میں اس میں ذرا بھی شک نہیں کرتا۔ رہا امام شافعیؒ کا مذہب، اس بارے میں تو امام طحاویؒ نے فرمایا ہے کہ ہم سے محمد بن الحکم نے بیان کیا کہ انہوں نے امام شافعیؒ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اور قیاس یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری العلامۃ العینی، حدیث نمبر ۴۲۳، باب نمبر ۶۰۱)

یعنی امام مالکؒ تو یقینی طور پر اس کے جواز کے قائل تھے اور خود اس پر عمل پیرا۔ اور امام شافعیؒ کا قیاس تھا کہ یہ حلال ہے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے اس باب میں امام شافعیؒ کا ایک مناظرہ بھی نقل کیا ہے جو انہوں نے امام اعظمؒ کے ایک شاگرد امام محمدؒ سے کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

> امام حاکمؒ نے مناقبِ شافعیؒ میں ابن الحکم کے طریق سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ کا ایک مناظرہ مشہور ہے جو اسی مسئلہ کے بارے میں امام شافعیؒ اور امام محمد بن الحسنؒ کے درمیان ہوا۔ ابن الحسنؒ نے امام شافعیؒ کے خلاف اس امر میں استدلال کیا کہ کھیتی تو فرج ہی میں ہو سکتی ہے تو امام شافعیؒ نے جواب میں کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرج کے علاوہ باقی سب کچھ حرام ہے۔ امام محمد بن الحسنؒ نے اس کو مان لیا کہ ہاں فرج کے علاوہ دوسرے مواقع حرام ہیں۔ اس پر امام شافعیؒ نے پوچھا مجھے بتاؤ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی پنڈلیوں کے درمیان یا اس کی کہنیوں کے درمیان مجامعت کرے تو کیا یہاں کھیتی ہوگی؟ امام محمدؒ نے کہا کہ نہیں ان جگہوں پر کھیتی نہیں ہوگی۔ امام شافعیؒ نے پوچھا کہ یہ حرام ہوگا؟ امام محمدؒ نے کہا کہ نہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا۔ پھر تم جس بات کے خود قائل نہیں اس سے کس طرح استدلال کرتے ہو۔ امام حاکمؒ نے کہا کہ شاید امام شافعیؒ اپنے قولِ قدیم میں اس کے حلال ہونے کے قائل ہوں کیوں کہ اپنے قولِ جدید میں اس کے حرام ہونے کی انہوں نے تصریح کی ہے۔
>
> (فتح الباری شرح صحیح بخاری، مصنف ابن حجر عسقلانی، حدیث نمبر ۱۶۳۴، باب نمبر ۶۰۱)

آپ نے قرآن کی آیت دیکھ لی۔ اس آیت کی تفسیر میں جو حدیث بخاری میں آئی ہیں انہیں بھی پڑھ لیا۔ اور اس حدیث کی شرح میں ہمارے ائمہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی آپ کی نظروں سے گذر چکا۔ اس کے بعد فیصلہ آپ خود فرمائیے کہ کیا اس تفسیر کو رسول اللہؐ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے اور قرآن کو اس قسم کی حدیثوں کی رُو سے سمجھا جا سکتا!

Urdu Translation by Ahle Hadith Scholar Waheed-uz-Zaman

باب نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم ...... کی تفسیر

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے
خبر دی کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے انہوں نے نافع سے انہوں نے
کہا ابن عمرؓ جب قرآن کی تلاوت کرتے تو تلاوت سے فارغ ہونے تک
بات نہ کرتے۔ ایک دن قرآن میں نے پکڑ لیا وہ سورۂ بقرہ (یاد سے)
پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے نساؤکم حرث لکم تو مجھ
سے کہنے لگے تو جانتا ہے یہ آیت کس باب میں اتری۔ میں نے کہا
نہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا فلاں فلاں باب میں۔ پھر تلاوت کرنے لگے اور
عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے۔ کہا مجھ سے میرے
والد نے بیان کیا کہا مجھ سے ایوب نے انہوں نے نافع سے انہوں
نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا۔ فاتوا حرثکم سے یہ مراد ہے کہ
مرد عورت سے دبر میں جماع کرے۔ اور اس حدیث کو محمد بن یحیی
بن سعید قطان نے بھی اپنے والد سے انہوں نے عبیداللہ سے انہوں
نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔

تیسرا جواب: معترض صاحب اگر اپنے مذہب حنفی کی کتابیں دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی اعتراض نہ کرتے کیونکہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ وطی فی الدبر بخاری میں نہیں بلکہ کتب حنفیہ میں حلال ہے۔ دیکھو امام طحاوی رئیس حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہے' اس کی عبارت تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن (۶) میں ہے :

(۶) فتح البیان فی مقاصد القرآن للطحاوی وتفسیر اکلیل فی استنباط التنزیل۔

رَوَى اِصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَا اَدْرَكْتُ اَحَدًا اَنْ اَقْتَدِىَ بِهٖ فِىْ دِيْنِىْ شَكَّ فِىْ اَنَّهٗ حَلَالٌ يَعْنِىْ وَطْىَ الْمَرْاَةِ فِىْ دُبُرِهَا ثُمَّ قَرَأَ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ثُمَّ قَالَ فَاَىُّ شَيْءٍ اَبْيَنُ مِنْ هٰذَا۔

اصبغ ابن الفرج نے عبدالرحمان بن قاسم سے روایت کیا' میں نے کسی کو نہیں پایا جسے میں اپنے دین میں مقتدا مانتا ہوں کہ اس نے اس کے وطی فی دبر المرأۃ حلال ہونے میں شک کیا ہو یعنی عورت سے دبر میں جماع کرنے کو۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ اور کہا اس سے زیادہ واضح بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ صریح دلیل ہے اس پر کہ حنفیہ کے نزدیک عورت کی دبر میں وطی کرنا حلال ہے اور یہی وجہ ہے کہ حنفیہ عورت کی دبر میں وطی کرنے والے پر حد مارنے کے قائل نہیں۔

چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے : وَلَوْ فَعَلَ هٰذَا بِعَبْدِهٖ اَوْ اَمَتِهٖ اَوْ مَنْكُوْحَتِهٖ لَا يُحَدُّ بِلَا خِلَافٍ۔ "اگر کوئی شخص اپنے غلام' اپنی لونڈی یا اپنی منکوحہ (بیوی) کی دبر میں جماع کرے تو اس پر حد نہیں جاری کی جائے گی' اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔"

عمدة القاري

شرح صحيح البخاري

للشيخ الامام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

المتوفى سنة ٨٥٥ هـ

الجزء الثامن عشر

المشهور باسم العينى على البخارى

قوبل على عدة نسخ خطية

دار الفكر

من المؤمنين كان مظنونا والمتيقن هو تكذيب الذين لم يؤمنوا اصلا فان قيل فاوجه كلام ابن عباس قيل وجهه ماذكره الخطابى بان يقال لاشك ان مذهبه انه لم يجز على الرسل ان يكذبوا بالوحى الذى ياتيهم من قبل الله لكن يحتمل ان يقال انهم عند تطاول البلاء وابطاء نجز الوعد توهموا ان الذى جاءهم من الوحى كان غلطا منهم فالكذب متأول بالغلط كقولهم كذبتك نفسك وقال الزمخشرى وعن ابن عباس وظنوا حين ضعفوا وغلبوا انهم قد اخلفوا ما وعدهم الله من النصر وقال وكانوا بشرا وتلا قوله وزلزلوا حتى يقول الرسول فان صح هذا فقد اراد بالظن ما يهجس فى القلب من شبه الوسوسة وحديث النفس على ما عليه البشرية واما الظن الذى يترجح احد الجانبين على الاخر فيه فغير جائز على آحاد الامة فكيف بالرسل قوله تقرؤها اى فكانت عائشة رضى الله عنها تقرأ قوله وكذبوا مثقلة اى بالتشديد وهى قراءة نافع وابن كثير وابى عمرو وابن عامر وقراءة عاصم وحمزة والكسائى بالتخفيف *

﴿ بابٌ نِساؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فأتُوا حَرْثَكُمْ أنّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأنْفُسِكُمْ الآيَةَ ﴾

اى هذا باب فيه قوله تعالى نساؤكم حرث لكم الآية قوله حرث لكم اى مواضع حرث لكم وهذا مجاز شبههن بالمحارث تشبيها لما يلقى فى ارحامهن من النطف التى منها النسل بالبذر وروى الامام احمد باسناده الى ابن عباس انزلت هذه الاية (نساؤكم حرث لكم) فى اناس من الانصار اتوا النبى صلى الله عليه وسلم فسألوه فقال النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ائتها على كل حال اذا كان فى الفرج وروى ايضا عن ابن عباس قال جاء عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يارسول الله هلكت قال ما الذى اهلكك قال حولت رحلى البارحة فلم يرد عليه شيئا قال فاوحى الله الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم هذه الآية (نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم) اقبل وادبر واتق الدبر والحيضة ورواه الترمذى وقال حسن غريب **قوله** انى شئتم اى كيف شئتم مقبلة اومدبرة اذا كان فى صمام واحد اى فى مسلك واحد والصمام ما يسد به الفرجة فسمى به الفرج ويجوز ان يكون فى موضع صمام على حذف مضاف وهو بكسر الصاد المهملة وتخفيف الميم ويروى بالسين المهملة *

٥٠ ـ ﴿ حدّثنا إسْحاقُ أخبرنا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أخبرنا ابْنُ عَوْنٍ عنْ نافِعٍ قال كان ابْنُ عُمَرَ رضى اللهُ عنهما إذا قَرَأ القُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّى يَفْرُغَ مِنْهُ فأخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْماً فقَرَأ سُورَةَ البَقَرَةِ حَتّى انْتَهَى إلى مَكانٍ قال تَدْرِي فِيما أُنْزِلَتْ قُلْتُ لا قال أُنْزِلَتْ فى كَذَا وكَذا ثُمَّ مَضَى ﴾

مطابقته للترجمة تؤخذ من قوله فى كذا وكذا لان المراد به فى اتيان النساء فى ادبارهن على ما نذكره عن قريب واسحاق هو ابن راهويه يروى عن النضر بالضاد المعجمة ابن شميل بالشين المعجمة مصغر شمل يروى عن عبدالله بن عون بفتح العين وبالنون عن نافع مولى بن عمر عن عبدالله بن عمر واخرج هذا الحديث فى تفسيره وقال بدل قوله حتى انتهى الى مكان قال تدرى الى قوله قلت لا قال نزلت فى اتيان النساء فى ادبارهن وهكذا اورده ابن جرير من طريق اسماعيل بن علية عن ابن عون مثله وهذا قد فسر ذاك المبهم فى حديث الباب قوله ثم مضى اى فى قراءته *

﴿ وعنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حدّثنى أبى حدّثنى أيُّوبُ عنْ نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ فأتوا حَرْثَكُمْ أنّى شِئْتُمْ قال يأتِيها فى رَوَاهُ مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ سعيدٍ عنْ أبِيهِ عن عُبَيْدِ اللهِ عنْ نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ ﴾

هذا معطوف على قوله اخبرنا النضر بن شميل يعنى النضر يروى ايضا عن عبدالصمد بن عبدالوارث وهو يروى عن ابيه عبد الوارث بن سعيد عن ايوب السختيانى عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما وهذه الرواية رواها ابن جرير فى التفسير عن ابى قلابة الرقاشى عن عبدالصمد بن عبدالوارث حدثنى ابى فذكره بلفظ يأتيها فى الدبر ووقع هنا فى رواية البخارى يأتيها فى وسكت عن مجرورها ولم يذكر فى أى شىء وهكذا وقع فى جميع النسخ ولكن الحميدى ذكر

في الجمع بين الصحيحين يأتيها في الفرج وبهذا قد تبين أن مجرور كلمة في هو الفرج وقال بعضهم هو من عنده بحسب فهمه وليس مطابقا لما في نفس الامر وايد كلامه بقوله «وقد قال» ابو بكر بن العربي أورد البخاري هذا الحديث في التفسير فقال يأتيها في وترك بياضا انتهى قلت لا نسلم عدم المطابقة لما في نفس الامر لان ما في نفس الامر عند من لا يرى اباحة اتيان النساء في ادبارهن ان يقدر بعد كلمة في اما لفظ في الفرج او في القبل او في موضع الحرث والظاهر من حال البخاري انه لا يرى اباحة ذلك ولكن لما ورد في حديث ابي سعيد الخدري ما يفهم منه اباحة ذلك ووردت احاديث كثيرة في منع ذلك تأمل في ذلك ولم يترجح عنده في ذلك الوقت احد الامرين فترك بياضا بعد في ليكتب فيه ما يترجح عنده من ذلك والظاهر انه لم يدركه فبقي البياض بعده مستمرا فجاء الحميدي وقدر ذلك حيث قال يأتيها في الفرج نظرا الى حال البخاري انه لا يرى خلافه ولو كان الحميدي علم من حال البخاري انه يبيح الاتيان في ادبار النساء لم يقدر هذا بل كان يقدر يأتيها في اي موضع شاء كما صرح في رواية ابن جرير في نفس حديث عبد الصمد يأتيها في دبرها ثم قال هذا القائل هذا الذي استعمله البخاري نوع من انواع البديع يسمى الاكتفاء ولا بد له من نكتة يحسن بسببها استعماله قلت ليت شعري من قال من أهل صناعة البديع ان حذف المجرور وذكر الجار وحده من انواع البديع والاكتفاء انما يكون في شيئين متضادين يذكر احدهما ويكتفى به عن الآخر كما في قوله تعالى سرابيل تقيكم الحر والتقدير والبرد أيضا ولم يبين ايضا ما هو المحسن لذلك على أن جمهور النحاة لا يجوزون حذف المجرور الا ان بعضهم قد جوز ذلك في ضرورة الشعر وقد عاب الاسماعيلي على صنيع البخاري ذلك فقال جميع ما اخرج عن ابن عمر مبهم لا فائدة فيه وقد رويناه عن عبد العزيز يعني الدراوردي عن مالك وعبيد الله بن عمر وابن ابي ذئب ثلاثتهم عن نافع بالتفسير ورواية الدراوردي المذكورة قد اخرجها الدارقطني في غرائب مالك من طريقه عن الثلاثة عن نافع نحو رواية ابن عون عنه ولفظه نزلت في رجل من الانصار اصاب امرأته في دبرها فاعظم الناس ذلك قال فقلت له من دبرها في قبلها قال لا الا في دبرها واما اختلاف العلماء في هذا الباب فذهب محمد بن كعب القرظي وسعيد بن يسار المدني ومالك الى اباحة ذلك واحتجوا في ذلك بما رواه ابو سعيد ان رجلا اصاب امرأته في دبرها فانكر الناس ذلك عليه وقالوا اثفرها فانزل الله عز وجل نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم انى شئتم وقالوا معنى الآية حيث شئتم من القبل والدبر وقال عياض تعلق من قال بالتحليل بظاهر الاية وقال ابن العربي في كتابه احكام القرآن جوزته طائفة كثيرة وقد جمع ذلك ابن شعبان في كتابه جماع النسوان واسند جوازه الى زمرة كبيرة من الصحابة والتابعين والى مالك من روايات كثيرة وقال ابو بكر الجصاص في كتابه احكام القرآن المشهور عن مالك اباحة ذلك واصحابه ينفون عنه هذه المقالة لقبحها وشناعتها وهي عنه اشهر من ان تدفع بنفيهم عنه وقد روى محمد بن سعد عن ابي سليمان الجوزجاني قال كنت عند مالك بن انس فسئل عن النكاح في الدبر فضرب بيده على رأسه وقال الساعة اغتسلت منه ورواه عنه ابن القاسم ما ادركت احدا اقتدى به في ديني يشك فيه انه حلال يعني وطء المرأة في دبرها ثم قرأ (نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم انى شئتم قال فاي شيء ابين من هذا وما اشك فيه واما مذهب الشافعي فيه فما قاله الطحاوي حكى لنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم انه سمع الشافعي يقول ما صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في تحريمه ولا في تحليله والقياس انه حلال وقال الحاكم لعل الشافعي كان يقول ذلك في القديم واما في الجديد فصرح بالتحريم وذهب الجمهور الى تحريمه فمن الصحابة علي بن ابي طالب وابن عباس وابن مسعود وجابر بن عبد الله وعبد الله بن عمرو بن العاص وابو الدرداء وخزيمة بن ثابت وابو هريرة وعلي بن طلق وام سلمة وقد اختلف عن عبد الله بن عمر بن الخطاب والاصح عنه المنع ومن التابعين سعيد بن المسيب ومجاهد وابراهيم النخعي وابو سلمة بن عبد الرحمن وعطاء بن ابي رباح ومن الائمة سفيان الثوري وابو حنيفة والشافعي في الصحيح وابو يوسف ومحمد واحمد واسحاق وآخرون كثيرون واحتجوا في ذلك باحاديث كثيرة * منها حديث ابن خزيمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله لا يستحيي من الحق لا تأتوا النساء في ادبارهن اخرجه الطحاوي والطبراني واسناده صحيح * ومنها حديث عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال هي اللوطية

الصغرى يعني وطء النساء في ادبارهن اخرجه الطحاوي باسناد صحيح والطيالسي والبيهقي * ومنها حديث ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا ينظر الله عز وجل الى رجل وطئ امرأة في دبرها اخرجه الطحاوي وابن ابي شيبة وابن ماجه وأحمد * ومنها حديث جابر بن عبد الله نحو حديث خزيمة وفي رواية لا يحل ماتأتي النساء في حشوشهن وفي رواية في محاشهن اخرجه الطحاوي * ومنها حديث طلق بن علي ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان الله لا يستحيي من الحق لا تأتوا النساء في اعجازهن اخرجه الطحاوي وابن ابي شيبة وفي رواية في اعجازهن أو قال في ادبارهن وأما الآية فتأولوها بفأتوا احرثكم انى شئتم مستقبلين ومستدبرين ولكن في موضع الحرث وهو الفرج فان قلت القاعدة عندكم أن العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب قلت نعم لكن وردت احاديث كثيرة فاخرجت الآية عن عمومها واقصرتها على اباحة الوطء في الفرج ولكن على أي وجه كان *

٥١ - ﴿ حدثنا أبو نُعَيم حدثنا سفيان عن ابن المُنكدِر سمعتُ جابرًا رضي الله عنه قال كانت اليهودُ تقولُ إذا جامعها من ورائها جاء الولَدُ أحولَ فنزلتْ نساؤكم حرثٌ لكم فأتوا حرثكم أنّى شئتم ﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة وابو نعيم الفضل بن دكين وسفيان هو الثوري قاله بعضهم وذكر الحافظ المزي انه سفيان بن عيينة وابن المنكدر بالنون محمد بن المنكدر والحديث اخرجه مسلم في النكاح وغيره عن قتيبة واخرجه الترمذي في التفسير عن ابن ابي عمر واخرجه النسائي في عشرة النساء عن اسحق بن ابراهيم واخرجه ابن ماجه في النكاح عن سهل بن ابي سهل وغيره وظاهر حديث جابر هذا يوهم انه مطابق لحديث ابن عمر رضي الله تعالى عنهما وليس كذلك فانه روى بوجوه كلها ترجع الى معنى واحد فروى الطحاوي من حديث الزهري عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله ان يهوديا قال اذا نكح الرجل امرأته مجبية خرج ولده احول فانزل الله تعالى (نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم انى شئتم) ان شئتم مجبية وان شئتم غير مجبية اذا كان ذلك في صمام واحد واخرجه مسلم ايضا نحوه وروى الطحاوي أيضا من حديث ابن جريج عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله ان اليهود قالوا للمسلمين من أتى امرأته وهي مدبرة جاء ولده احول فانزل الله عز وجل (نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم انى شئتم) فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مدبرة ومقبلة ما كان في الفرج وفي رواية لمسلم من طريق سفيان بن عيينة عن ابن المنكدر بلفظ اذا أتى الرجل امرأته من دبرها في قبلها ومن طريق ابي حازم عن ابن المنكدر بلفظ اذا أتيت المرأة من دبرها فحملت وقوله «فحملت» يدل على أن مراده ان الاتيان في الفرج لا في الدبر وقال الطحاوي ففي توقيت النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك على الفرج اعلام منه اياهم ان الدبر بخلاف ذلك قلت لان تنصيصه على الفرج ينافي دخول الدبر **قوله** «مجبية» من جبى يجبي تجبية كملى يعلي تعلية ومادته جيم وباء موحدة والف ومعناه مكبة على وجهها تشبيها بهيئة السجود وعن سعيد بن المسيب انزلت هذه الآية الكريمة في العزل اخرجه الدارمي ولفظه (نساؤكم حرث لكم انى شئتم) قال ان شئت فاعزل وان شئت فلا تعزل ورواه الطحاوي عن ابن عباس نحوه وعند الطبري ان اناسا من حمير أتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رجل منهم يارسول الله اني رجل أحب النساء فكيف ترى في ذلك فنزلت وعند مقاتل قال حيي بن أخطب ونفر من اليهود للمسلمين انه لا يحل لكم جماع النساء الا مستلقيات وانا نجد في كتاب الله عز وجل ان جماع المرأة غير مستلقية دنس عند الله تعالى فنزلت وعن ابن عباس الحرث منبت الولد وقال السدي هي مزرعة يزرع فيها ويحرث فيها وقال ابن حزم ما رويت اباحة الوطء في دبرها الا عن ابن عمر وحده باختلاف عنه وعن مالك باختلاف عنه فقط وذكر ابو الحسن المرغيناني ان من اتى امرأته في المحل المكروه فلا حد عليه عند الامام ابي حنيفة ويعزر وقالا هو كالزنا وقال ابو زكريا اتفق العلماء الذين يعتد بهم على تحريم وطء المرأة في دبرها قال وقال اصحابنا لا يحل الوطء في الدبر في شيء من الآدميين ولا غيرهم من الحيوان على حال من الاحوال *

﴿ باب وإذا طلقتمُ النساء فبلغن أجلهنّ فلا تعضلوهنّ أن ينكحن أزواجهنّ ﴾

اى هذا باب فيه قوله تعالى واذا طلقتم النساء الى آخره وقال على بن ابى طلحة عن ابن عباس نزلت هذه الآية فى الرجل يطلق امرأته طلقة او طلقتين فتنقضى عدتها ثم يبدو له ان يتزوجها وان يراجعها وتريد المرأة ذلك فيمنعها اولياؤها من ذلك فنهى الله تعالى ان يمنعوها وكذلك روى العوفى عنه وكذا قال مسروق وابراهيم النخعى والزهرى والضحاك انها نزلت فى ذلك وقد روى ان هذه الآية هى التى نزلت فى معقل بن يسار على ما يجىء الآن وقال السدى نزلت فى جابر بن عبد الله وابن عم له والصحيح الاول وقال الزمخشرى اما ان يخاطب به الازواج الذين يعضلون نساءهم بعد انقضاء العدة ظلما واما ان يخاطب به الاولياء فى عضلهن ان يرجعن الى ازواجهن وقال ابن جرير اتفق اهل التفسير على ان المخاطب بذلك الاولياء **قوله** «فبلغن اجلهن» وبلوغ الاجل فى هذه الآية انقضاء العدة بخلاف الآية السابقة وقال الشافعى دل اختلاف الكلامين على اختلاف البلوغين **قوله** «فلا تعضلوهن» اى لا تضيقوا عليهن بمنعكم اياهن وفى تفسير عبد بن ابى سعيد العضل الحبس وفى الموعب لابن التيانى عن الفراء وقطرب وابى عبيد عضل المرأة يعضلها ويعضلها وعن ابى عمرو يعضلها يعنى بفتح الضاد وامور معضلات شداد بكسر الضاد وعن ابن دريد عضل ايمه يعضلها عضلا وعضلها تعضيلا منعها من الزواج ظلما وقال الزجاج هو من قولهم عضلت الدجاجة فهى معضل اذا احتبس بيضها ونشب فلم يخرج *

٥٢ - ﴿ **حدثنا** عُبَيْدُ اللهِ بنُ سَعِيدٍ حدَّثنا أبو عامرٍ العَقَدِيُّ حدثنا عَبَّادُ بنُ رَاشِدٍ حدثنا الحَسَنُ قال **حدثني** مَعْقِلُ بنُ يَسَارٍ قال كانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ ﴾

مطابقته للترجمة تؤخذ من تمام الحديث والبخارى اخرجه هنا مختصرا وفى الطريق الثالث تمامه واخرجه من ثلاث طرق كما ترى وعبيد الله بن سعيد بن ابراهيم بن سعد بن ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف وهو من افراده وابو عامر عبد الملك بن عمرو والعقدى بالعين المهملة والقاف المفتوحتين نسبة الى العقد قوم من قيس وهم صنف من الازد وعباد بفتح العين وتشديد الباء الموحدة ابن راشد والحسن هو البصرى ومعقل بفتح الميم وسكون العين المهملة وكسر القاف ابن يسار ضد اليمين المزنى وقال العجلى يكنى اباعلى ولا نعلم فى الصحابة احدا يكنى به غيره قلت طلق بن على يكنى اباعلى وكذلك قيس بن عاصم المنقرى ذكرهما ابو احمد وغيره والحديث اخرجه البخارى ايضا فى النكاح عن ابى معمر وفى الطلاق عن محمد وفى النكاح ايضا عن احمد بن ابى عمرو وفى الطلاق ايضا عن ابى موسى واخرجه ابو داود فى النكاح عن محمد بن المثنى واخرجه الترمذى فى التفسير عن محمد بن حميد واخرجه النسائى فيه عن سوار بن عبد الله وغيره *

﴿ وقال إبراهيمُ عنْ يُونُسَ عنِ الحَسَنِ **حدثني** مَعْقِلُ بنُ يَسَارٍ ﴾

هذا طريق ثان وهو معلق وابراهيم هو ابن طهمان ويونس هو ابن عبيد ووصله البخارى فى النكاح واراد بهذا التعليق بيان تصريح الحسن بالتحديث عن معقل *

﴿ حدثنا أبو مَعْمَرٍ حدَّثنا عَبْدُ الوَارِثِ حدثنا يُونُسُ عنِ الحَسَنِ أنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بنِ يَسَارٍ طَلَّقَها زَوْجُها فَتَرَكَها حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُها فَخَطَبَها فأبَى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ فَلا تَعْضُلُوهُنَّ أنْ يَنْكِحْنَ أزْوَاجَهُنَّ ﴾

هذا طريق ثالث عن ابى معمر بفتح الميمين عبد الله المشهور بالمقعد عن عبد الوارث بن سعيد عن يونس بن عبيد عن الحسن البصرى قوله ان اخت معقل بن يسار واسمها جميل بنت يسار بضم الجيم وفتح الميم وسكون الياء آخر الحروف وفى رواية ابى اسحاق الهمدانى اسمها فاطمة بنت يسار وسماها ابن فتحون جملى بضم الجيم وسكون الميم وسماها محمد المنذرى ليلى *

﴿ بابٌ والذينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ ويَذَرُونَ أزْوَاجاً يَتَرَبَّصْنَ بأنْفُسِهِنَّ أرْبَعَةَ أشْهُرٍ وعَشْراً إلَى بِما تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾

اى هذا باب فيه قوله تعالى (والذين يتوفون منكم) الآية قوله والذين اى وازواج الذين يتوفون منكم والخطاب

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل البخاري

للإمام الحافظ

أحمد بن علي بن حجر

العسقلاني

٧٧٣ — ٨٥٢

الجزء الثامن

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه

واستقصى أطرافه، ونبه على أرقامها في كل حديث

محمد فؤاد عبد الباقي

المكتبة السلفية

قبلَ أن يموت ، ولكن لم يَزَلِ البلاء بالرُّسُل حتى خافوا أن يكونَ مَن معهم يُكذبونهم . فكانت تقرؤها ﴿ وظنّوا أنهم قد كُذِّبوا ﴾ مُثقلة »

قوله (أم حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم الآية) ذكر فيه حديث ابن أبي مليكة عن ابن عباس ، وحديثه عن عروة عن عائشة فى قوله ﴿ حتى إذا استيأس الرسل ﴾ ، وسيأتى شرحه فى تفسير سورة يوسف إن شاء الله تعالى

٣٩ - باب ﴿ نساؤكم حَرثٌ لكم ، فأتوا حَرثَكم أنّى شئتم ، وقدِّموا لأنفسِكم ﴾ الآية

٤٥٢٦ — حدثنا إسحاقُ أخبرَنا النَّضرُ بن شُميل أخبرَنا ابن عَونٍ عن نافعٍ قال « كان ابن عمرَ رضى الله عنهما إذا قرأ القرآن لم يتكلم حتى يَفرُغَ منه ، فأخذتُ عليه يوماً ، فقرأ سورةَ البقرةِ حتى انتهى إلى مكانٍ قال : تدرى فيمَ أُنزِلَت ؟ قلتُ لا . قال : أُنزِلت فى كذا وكذا . ثمَّ مضى »

[الحديث ٤٥٢٦ ـ طرفه فى : ٤٥٢٧]

٤٥٢٧ — وعن عبدِ الصمدِ حدَّثنى أيوبُ عن نافعٍ عنِ ابن عمرَ ﴿ فأتوا حَرثَكم أنى شئتم ﴾ قال : يأتيها فى . رواه محمدُ بن يحيى بنِ سعيدٍ عن أبيه عن عُبيدِ الله عن نافعٍ عن ابن عمرَ »

٤٥٢٨ — حدثنا أبو نُعيم حدَّثنا سفيانُ عنِ ابن المنكدرِ سمعت جابراً رضى الله عنه قال « كانتِ اليهودُ تقول : إذا جامعها من ورائها جاء الولدُ أحولَ ، فنزلَت ﴿ نساؤكم حرثٌ لكم ، فأتوا حرثَكم أنّى شئتم ﴾ »

قوله (باب نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم) اختلف فى معنى ﴿ أنى ﴾ فقيل كيف ، وقيل حيث ، وقيل متى ، وبحسب هذا الاختلاف جاء الاختلاف فى تأويل الآية . قوله (حدثنى إسحق) هو ابن راهويه . قوله (فأخذت عليه يوما) أى امسكت المصحف وهو يقرأ عن ظهر قلب ، وجاء ذلك صريحا فى رواية عبيد الله بن عمر عن نافع قال « قال لى ابن عمر أمسك علىَّ المصحف يانافع ، فقرأ » أخرجه الدارقطنى فى « غرائب مالك » . قوله (حتى انتهى الى مكان قال : تدرى فيما أنزلت ؟ قلت : لا . قال : أنزلت فى كذا وكذا ثم مضى) هكذا أورده مبهما لمكان الآية والتفسير ، وسأذكر ما فيه بعد . قوله (وعن عبد الصمد) هو معطوف على قوله « أخبرنا النضر بن شميل » وهو عند المصنف أيضا عن إسحق بن راهويه عن عبد الصمد وهو ابن عبد الوارث بن سعيد ، وقد أخرج أبو نعيم فى « المستخرج » هذا الحديث من طريق إسحق بن راهويه عن النضر بن شميل بسنده ، وعن عبد الصمد بسنده . قوله (يأتيها فى) هكذا وقع فى جميع النسخ لم يذكر ما بعد الظرف وهو المجرور ، ووقع فى « الجمع بين الصحيحين للحميدى » يأتيها فى الفرج ، وهو من عنده بحسب ما فهمه . ثم وقفت على سلفه فيه وهو البرقانى فرأيت فى نسخة الصغانى وزاد البرقانى يعنى الفرج ، وليس مطابقا لما فى نفس الرواية عن ابن عمر لما سأذكره ، وقد قال أبو بكر بن العربى فى « سراج المريدين » : أورد البخارى هذا الحديث فى التفسير فقال « يأتيها فى » وترك بياضا ، والمسألة مشهورة صنف فيها محمد بن سحنون جزءا ، وصنف فيها محمد بن شعبان كتابا ، وبين أن حديث ابن عمر فى

إتيان المرأة فى دبرها . قوله (رواه محمد بن يحيى بن سعيد) أى القطان (عن أبيه عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر) هكذا أعاد الضمير على الذى قبله ، والذى قبله قد اختصره كما ترى ، فأما الرواية الاولى وهى رواية ابن عون فقد أخرجها إسحق بن راهويه فى مسنده وفى تفسيره بالاسناد المذكور ، وقال بدل قوله حتى انتهى الى مكان « حتى انتهى الى قوله نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم » فقال : أتدرون فيما أنزلت هذه الآية ؟ قلت لا . قال : نزلت فى إتيان النساء فى أدبارهن . وهكذا أورده ابن جرير من طريق إسماعيل بن علية عن ابن عون مثله ، ومن طريق إسماعيل بن إبراهيم الكرابيسى عن ابن عون نحوه ، وأخرجه أبو عبيدة فى « فضائل القرآن » عن معاذ عن ابن عون فأبهمه فقال فى كذا وكذا . وأما رواية عبد الصمد فأخرجها ابن جرير فى التفسير عن أبى قلابة الرقاشى عن عبد الصمد بن عبد الوارث حدثنى أبى فذكره بلفظ يأتيها فى الدبر ، وهو يؤيد قول ابن العربى ويرد قول الحميدى . وهذا الذى استعمله البخارى نوع من أنواع البديع يسمى الاكتفاء ، ولابد له من نكتة يحسن بسببها استعماله . وأما رواية محمد بن يحيى بن سعيد القطان فوصلها الطبرانى فى « الأوسط » من طريق أبى بكر الاعين عن محمد بن يحيى المذكور بالسند المذكور الى ابن عمر قال « انما نزلت على رسول الله ﷺ ﴿نساؤكم حرث لكم﴾ رخصة فى إتيان الدبر » قال الطبرانى : لم يروه عن عبد الله بن عمر إلا يحيى بن سعيد ، تفرد به ابنه محمد ، كذا قال ، ولم يتفرد به يحيى ابن سعيد فقد رواه عبد العزيز الدراوردى عن عبيد الله بن عمر أيضا كما سأذكره بعد ، وقد روى هذا الحديث عن نافع أيضا جماعة غير من ذكرنا ورواياتهم بذلك ثابتة عند ابن مردويه فى تفسيره وفى « فوائد الاصبهانيين لابى الشيخ » و« تاريخ نيسابور للحاكم » و« غرائب مالك للدارقطنى » وغيرها . وقد عاب الإسماعيلى صنيع البخارى فقال : جميع ما أخرج عن ابن عمر مبهم لا فائدة فيه ، وقد رويناه عن عبد العزيز - يعنى الدراوردى - عن مالك وعبيد الله بن عمر وابن أبى ذئب ثلاثتهم عن نافع بالتفسير ، وعن مالك من عدة أوجه اه كلامه . ورواية الدراوردى المذكورة قد أخرجها الدارقطنى فى « غرائب مالك » من طريقه عن الثلاثة عن نافع نحو رواية ابن عون عنه ولفظه « نزلت فى رجل من الانصار أصاب امرأته فى دبرها ، فأعظم الناس ذلك فنزلت . قال فقلت له من دبرها فى قبلها ، فقال : لا إلا فى دبرها » . وتابع نافعا على ذلك زيد بن أسلم عن ابن عمر وروايته عند النسائى باسناد صحيح . وتكلم الازدى فى بعض رواته ورد عليه ابن عبد البر فأصاب قال : ورواية ابن عمر لهذا المعنى صحيحة مشهورة من رواية نافع عنه بغير نكير أن يرويها عنه زيد بن أسلم . قلت : وقد رواه عن عبد الله بن عمر أيضا ابنه عبد الله أخرجه النسائى أيضا وسعيد بن يسار وسالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه مثل ما قال نافع ، وروايتهما عنه عند النسائى وابن جرير ولفظه « عن عبد الرحمن بن القاسم قلت لمالك : إن ناسا يروون عن سالم : كذب العبد على أبى ، فقال مالك : أشهد على زيد بن رومان أنه أخبرنى عن سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه مثل ما قال نافع ، فقلت له : ان الحارث ابن يعقوب يروى عن سعيد بن يسار عن ابن عمر أنه قال أف ، أو يقول ذلك مسلم ؟ فقال مالك : أشهد على ربيعة لأخبرنى عن سعيد بن يسار عن ابن عمر مثل ما قال نافع . وأخرجه الدارقطنى من طريق عبد الرحمن بن القاسم عن مالك وقال : هذا محفوظ عن مالك صحيح اه . وروى الخطيب فى « الرواة عن مالك » من طريق إسرائيل بن روح قال : سألت مالكا عن ذلك فقال : ما أنتم قوم عرب ؟ هل يكون الحرث الا موضع الزرع ؟ وعلى هذه القصة اعتمد المتأخرون من المالكية ، فلعل مالكا رجع عن قوله الاول ، أو كان يرى أن العمل على خلاف حديث ابن

عمر فلم يعمل به ، وان كانت الرواية فيه صحيحة على قاعدته . ولم ينفرد ابن عمر بسبب هذا النزول ، فقد أخرج أبو يعلى وابن مردويه وابن جرير والطحاوى من طريق زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار عن أبى سعيد الخدرى « ان رجلا أصاب امرأته فى دبرها ، فأنكر الناس ذلك عليه وقالوا : نعيرها ، فأنزل الله عز وجل هذه الآية » وعلقه النسائى عن هشام بن سعيد عن زيد ، وهذا السبب فى نزول هذه الآية مشهور . وكأن حديث أبى سعيد لم يبلغ ابن عباس وبلغه حديث ابن عمر فوهمه فيه ، فروى أبو داود من طريق مجاهد عن ابن عباس قال: ان ابن عمر وهم والله يغفر له ، إنما كان هذا الحى من الانصار وهم أهل وثن مع هذا الحى من يهود وهم أهل كتاب فكانوا يأخذون بكثير من فعلهم ، وكان أهل الكتاب لا يأتون النساء إلا على حرف ، وذلك استر ما تكون المرأة ، فأخذ ذلك الأنصار عنهم ، وكان هذا الحى من قريش يتلذذون بنسائهم مقبلات ومدبرات ومستلقيات ، فتزوج رجل من المهاجرين امرأة من الانصار فذهب يفعل فيها ذلك فامتنعت ، فسرى أمرهما حتى بلغ رسول الله ﷺ ، فأنزل الله تعالى ﴿ نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم ﴾ مقبلات ومدبرات ومستلقيات ، فى الفرج » أخرجه أحمد والترمذى من وجه آخر صحيح عن ابن عباس قال « جاء عمر فقال : يارسول الله هلكت : حولت رحلى البارحة ، فأنزلت هذه الآية ، نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم ﴾ أقبل وادبر ، واتق الدبر والحيضة » وهذا الذى حمل عليه الآية موافق لحديث جابر المذكور فى الباب فى سبب نزول الآية كما سأذكره عند الكلام عليه . وروى الربيع فى « الأم » عن الشافعى قال : احتملت الآية معنيين أحدهما أن تؤتى المرأة حيث شاء زوجها ، لأن « أنى » بمعنى أين شئتم ، واحتملت أن يراد بالحرث موضع النبات ، والموضع الذى يراد به الولد هو الفرج دون ما سواه ، قال فاختلف أصحابنا فى ذلك ، وأحسب أن كلا من الفريقين تأول ما وصفت من احتمال الآية ، قال فطلبنا الدلالة فوجدنا حديثين : أحدهما ثابت وهو حديث خزيمة بن ثابت فى التحريم ، فقوى عنده التحريم . وروى الحاكم فى « مناقب الشافعى » من طريق ابن عبد الحكم أنه حكى عن الشافعى مناظرة جرت بينه وبين محمد الحسن فى ذلك ، وأن ابن الحسن احتج عليه بان الحرث انما يكون فى الفرج ، فقال له : فيكون ما سوى الفرج محرما ، فالتزمه . فقال أرأيت لو وطئها بين ساقيها أو فى أعكانها أفى ذلك حرث؟ قال : لا . قال أفيحرم؟ قال لا . قال : فكيف تحتج بما لا تقول به . قال الحاكم : لعل الشافعى كان يقول ذلك فى القديم ، وأما فى الجديد فصرح بالتحريم اه . ويحتمل أن يكون ألزم محمدا بطريق المناظرة ولن كان لا يقول بذلك ، وانما انتصر لأصحابه المدنيين ، والحجة عنده فى التحريم غير المسلك الذى سلكه محمد كما يشير اليه كلامه فى « الأم » . وقال المازرى : اختلف الناس فى هذه المسألة وتعلق من قال بالحل بهذه الآية ، وانفصل عنها من قال يحرم بأنها نزلت بالسبب الوارد فى حديث جابر فى الرد على اليهود ، يعنى كما فى حديث الباب الآتى . قال : والعموم إذا خرج على سبب قصر عليه عند بعض الاصوليين ، وعند الأكثر العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب ، وهذا يقتضى أن تكون الآية حجة فى الجواز ، لكن وردت أحاديث كثيرة بالمنع فتكون مخصصة لعموم الآية ، وفى تخصيص عموم القرآن ببعض خبر الآحاد خلاف اه . وذهب جماعة من أئمة الحديث - كالبخارى والذهلى والبزار والنسائى وأبى على النيسابورى - إلى أنه لا يثبت فيه شىء . قلت : لكن طرقها كثيرة فمجموعها صالح للاحتجاج به ، ويؤيد القول بالتحريم أنا لو قدمنا أحاديث الإباحة للزم أنه أبيح بعد أن حرم والاصل عدمه . فمن الأحاديث الصالحة الاسناد حديث خزيمة بن ثابت أخرجه أحمد والنسائى وابن ماجه

وصححه ابن حبان ، وحديث أبي هريرة أخرجه أحمد والترمذي وصححه ابن حبان أيضا ، وحديث ابن عباس وقد تقدمت الاشارة اليه ، وأخرجه الترمذي من وجه آخر بلفظ « لا ينظر الله الى رجل أتى رجلا أو امرأة فى الدبر » وصححه ابن حبان أيضا ، واذا كان ذلك صلح أن يخصص عموم الآية ويحمل على الإتيان فى غير هذا المحل بناء على أن معنى « أنى » حيث وهو المتبادر الى السياق ، ويغنى ذلك عن حملها على معنى آخر غير المتبادر ، والله أعلم . **قوله** (حدثنا سفيان) هو الثوري . **قوله** (كانت اليهود تقول إذا جامعها من ورائها جاء الولد أحول ، فنزلت) هذا السياق قد يوهم أنه مطابق لحديث ابن عمر ، وليس كذلك فقد أخرجه الاسماعيلي من طريق يحيى بن أبي زائدة عن سفيان الثوري بلفظ « باركة مدبرة فى فرجها من ورائها » وكذا أخرجه مسلم من طريق سفيان بن عيينة عن ابن المنكدر بلفظ « إذا أتيت امرأة من دبرها فى قبلها » ومن طريق أبي حازم عن ابن المنكدر بلفظ « اذا أتيت المرأة من دبرها فحملت » وقوله « فحملت » يدل على أن مراده أن الإتيان فى الفرج لا فى الدبر ، وهذا كله يؤيد تأويل ابن عباس الذى رد به على ابن عمر ، وقد أكذب الله اليهود فى زعمهم وأباح للرجال أن يتمتعوا بنسائهم كيف شاءوا ، واذا تعارض المجمل والمفسر قدم المفسر ، وحديث جابر مفسر فهو أولى أن يعمل به من حديث ابن عمر ، والله أعلم . وأخرج مسلم أيضا من حديث جابر زيادة فى طريق الزهرى عن ابن المنكدر بلفظ « ان شاء مجبية وان شاء غير مجبية غير أن ذلك فى صمام واحد » وهذه الزيادة يشبه أن تكون من تفسير الزهرى لخلوها من رواية غيره من أصحاب ابن المنكدر مع كثرتهم . وقوله « مجبية » بجيم ثم موحدة أى باركة وقوله « صمام » بكسر المهملة والتخفيف هو المنفذ

٤٠ - باب ﴿ وإذا طلقتمُ النساء فبلغنَ أجلَهنَّ فلا تعضلوهنَّ أن يَنكحنَ أزواجهنَّ ﴾

٤٥٢٩ - حدَّثنا عُبيدُ الله بن سعيد حدثنا أبو عامرٍ العَقَديُّ حدَّثنا عبَّادُ بن راشد حدثنا الحسنُ قال حدَّثني مَعقلُ بن يسارٍ قال « كانت لى أختٌ تُخطبُ إليَّ » . وقال ابراهيمُ عن يونسَ عن الحسن حدثني معقلُ بن يسارٍ ح . حدَّثنا أبو مَعمرٍ حدَّثنا عبدُ الوارثِ حدَّثنا يونسُ عن الحسن « ان أختَ مَعقل بن يسارٍ طلَّقها زوجُها ، فتركها حتى انقضتْ عِدَّتُها فخطَبها فأبى معقلٌ ، فنزلت ﴿ فلا تعضِلوهنَّ أن يَنكحنَ أزواجهنَّ ﴾ »

[الحديث ٤٥٢٩ _ أطرافه فى : ٥١٣٠ ، ٥٣٣٠ ، ٥٣٣١]

قوله (باب واذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن فلا تعضلوهن أن ينكحن أزواجهن) اتفق أهل التفسير على أن المخاطب بذلك الاولياء ، ذكره ابن جرير وغيره . وروى ابن المنذر من طريق على بن أبي طلحة عن ابن عباس : هى فى الرجل يطلق امرأته فتنقضى عدتها ، فيبدو له أن يراجعها وتريد المرأة ذلك فيمنعه وليها . ثم ذكر المصنف حديث معقل بن يسار فى سبب نزول الآية ، لكنه ساقه مختصرا ، وقد أورده فى النكاح بتمامه وسيأتى شرحه ، وكذا ما جاء فى تسمية أخت معقل واسم زوجها هناك ان شاء الله تعالى . وقوله (وقال ابراهيم عن يونس عن الحسن حدثنى معقل) أراد بهذا التعليق بيان تصريح الحسن بالتحديث عن معقل ، ورواية ابراهيم هذا وهو ابن طهمان وصلها المؤلف فى النكاح كما سيأتى ، وقد صرح الحسن بتحديث معقل له أيضا فى رواية عباد بن راشد كما سيأتى أيضا